زبیرالحسن غافل کی شاعری میں حسن ظرافت

محمد مبشر عالم

کہتے ہیں نہ کہ ایک اچھے انسان کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ ان کو جب بھی دیکھو تو ان کے چہرے پر ایک طرح کی اطمنانیت کا احساس نظر آتا ہے۔ درحقیقت یہ ان کے مزاج کا حصہ ہوتا ہے کہ وہ ہر پریشانی اور دکھ وتکلیف کو بحسن وخوبی برداشت کرتے ہوئے اپنے مزاج کو حاوی رکھتے ہیں۔ زبیرالحسن غافل میں یہ خوبی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ زبیرالحسن غافل کی شاعری میں بھی یہی خوبی نظر آتی ہے۔ انہوں نے جو بھی شاعری کی ہے وہ دراصل معاشرے میں ہونے والے واقعات سے ہی موضوع کو لیا ہے۔ ان کی شاعری میں معاشرے کے کرب کو بھی ایسے انداز میں پیش کیا ہے جس میں مزاح کا پہلو سامنے آتا ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ طنزیہ بات کہ رہے ہوتے ہیں اس میں تلخیہ انداز کم ہی رہتا ہے۔ ان کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہوتا ہے نہ کہ کسی کی دل شکنی کرنا۔ انہوں نے اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کہ اپنی طرف سے لوگوں کے دلوں کو ٹھیس نہ پہنچائیں اسی لیے انہوں نے اپنی شاعری میں شوخی کا مزاح کو شامل کیا۔ ان کی شاعری کو پڑھنے سے لگتا ہے کہ ان کے مزاج میں شوخی ہے۔ وہ خوش اخلاق ہیں اور مزاجاً نیک صفت انسان ہیں۔ مجسٹریٹ کے عہدے پر رہتے ہوئے انہوں نے لوگوں کے مسائل کو قریب سے جانا اور لوگوں کی خوب مدد بھی کی۔

زبیرالحسن غافل کی مزاحیہ شاعری اپنے عہد کی ترجمانی کرتی ہے۔ وہ ہر بات کو حسن ظرافت کے پیکر میں بڑی خوش اسلوبی اور فنی لطافت کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور اپنے دلی جذبات واحساسات، خیالات ومحسوسات کو اپنی نظموں میں بیان کرتے ہیں۔ وہ عصری مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں اور اپنے مزاحیہ شاعری کو ظریفانہ اسلوب میں پیش کرکے نہایت ہی

اہم مسئلہ کو پیش کرنے کا مجاز رکھتے ہیں۔ان کی مزاحیہ شاعری میں ظرافت کی ساری خوبیاں موجود ہیں۔وہ پردہ کے پیچھے پوشیدہ مسائل سے پردہ اٹھانے کا کام بھی کرتے ہیں۔وہ سیاسی واقعات اورمشہور چارہ گھوٹالے جیسے واقعات کو اچھے انداز میں بیان کیا ہے،جس میں اپنی ظرافت کا ثبوت دیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

یہ مویشی کے مسیحا یہ طبیبِ جانور
کھا گئے چارہ انہیں کا جن کے تھے یہ چارہ گر
زور سے اپنے قلم کے پہلے پھیلائی وبا
پھر چکتا کے لئے مانگی حکومت سے دوا
جو دوائیں دی گئی تھیں جانور کے واسطے
ان کو بھی بازار میں یہ بیچ کر سب کھا گئے
پھر وبا میں مر گئے سارے کے سارے جانور
جن کو بانٹا تھا انہوں نے پہلے فرضی نام پر
ان غریبوں کو نیا اک جانور پھر سے ملے
اس لئے موٹی رقم بھیجی انہیں سرکار نے
پھر وہی ترکیب پہلے کی سی دہرائی گئی
یعنی فرضی نام پر ساری رقم کھائی گئی

مذکورہ بالا اشعار میں شاعر نے ظرافت کا استعمال کیا ہے۔شاعر نے اس میں سیاسی نیتاؤں کے ذریعہ ہونے والے گھوٹالے کا بہت اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ان اشعار میں شاعر نے شاعری کے فن کو گرنے نہیں دیا ہے اور شعر کی صحت اور شعریت کا لحاظ بھی رکھا ہے اور بات بھی پوری طرح ظاہر کر دیا ہے۔ان کے یہاں مزاح صرف تفریح طبع کی غرض سے نہیں استعمال ہوا ہے بلکہ معاشرے کی تعمیری اور اصلاحی نقطۂ نظر سے برتے گئے ہیں۔

زبیرالحسن غافل کی مزاحیہ شاعری اپنے عہد کی ترجمانی کرتی ہے۔وہ کسی بھی بات کو مزاح کے پیکر میں بڑی خوش اسلوبی اور فنی لطافت کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔بہار

کی موجودہ صورت حال کو انھوں نے اپنی نظم ''بہار کی موجودہ حالت'' میں بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے۔وہ کہتے ہیں:

ایسی حالت ہوگئی سڑکوں کی اس سرکار میں
بیل گاڑی کا مزہ آنے لگا ہے کار میں
کیوں اسے لے جا رہے ہو تم ابھی سے ہسپتال
جان بچنے کی ابھی امید ہے بیمار میں
سارے دھندوں میں تو اب گھاٹا ہی گھاٹا ہے یہاں
کچھ منافع ہے تو بس اغوا کے کاروبار میں

انہوں نے قطعات بھی کہے ہیں جو طنز و مزاح کی چاشنی میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو پڑھنے اور سننے والوں کو ذہنی سکون عطا کرتے ہیں۔ وہ سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں اور بے رحم سچائیوں پر سے نقاب اُٹھانے کی پرزور کوشش کی ہے۔ جس میں وہ کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے طنزیہ اور مزاحیہ شاعری کے ذریعہ لوگوں کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چند قطعات ملاحظہ ہوں:

کہہ رہا تھا چور یہ کل ایک تھانیدار سے
مجھ سے کچھ بچ کر ہی رہنا ہیں بُرے پھیرے مرے
ایک ہی دن میں تجھے سسپنڈ کروا سکتا ہوں
ہیں منسٹر جتنے وہ بھائی ہیں موسیرے میرے

اسی طرح شاعر نے سرکاری دفتر میں نوکری لگنے کے بعد لوگ کیسے بدل جاتے ہیں اس کو مزاحیہ انداز میں کہا ہے۔اس ضمن میں قطعہ کے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

شیخ جی جب سے میونسپلٹی کے ممبر ہو گئے
دیکھتے ہی دیکھتے ان کا مقدر پھر گیا
ایک بھی تنکا کہیں رہنے نہ پائے اس لیے
شہر میں جھاڑو پھرا داڑھی پہ ریزر پھر گیا

زبیرالحسن غافل نے اپنے اشعار میں پوری طرح سے مزاحیہ پہلو کو سامنے رکھا ہے۔ اس مزاحیہ پہلو میں شوخی ہے۔ جسے انہوں نے بحسن وخوبی کر کے دکھایا ہے۔ ان کی ایک نظم ہے "مسئلہ "اس کے اشعار ملاحظہ کریں:

بھاؤ آٹے دال کا معلوم ہوگا تب میاں
رکن ہاؤس کی بنیں گی جب گھریلو بیویاں
عورتوں کے ہاتھ میں جب اقتدا آ جائے گا
گھر کے اندر قید پھر مردوں کو رکھا جائے گا
جانہیں سکتی کچن میں کوئی بھی خاتون اب
پاس ہوگا دیش میں ایسا ہی اک قانون اب
بیویوں کے آگے اپنا سر اٹھا سکتا نہیں
حکم ان پر اب کوئی شوہر چلا سکتا نہیں
لازمی سینا پرونا ہوگا لڑکوں کو اگر
لڑکیوں کو سیکھنا ہوگا سیاست کا ہنر
اب تلک کی مانگ لڑکوں سے کریں گی لڑکیاں
نان ونفقہ پائے گا بیوی سے اب اس کا میاں
مرد ہی اب سے کریں گے عورتوں کے سارے کام
چھین لیں گی عورتیں اب مرد سے ان کا مقام
الغرض الٹا ہی سارا معاملہ ہو جائے گا
در دِزہ سہنا ہے کس کو مسئلہ ہو جائے گا

زبیرالحسن غافل کی شاعری کا مطالعہ ومحاسبہ اس حقیقت کا انکشاف کرتا ہے کہ ان کی شاعری میں شعری لطافت اور حسن سخن کا لحاظ ضرور رکھا ہے۔ جو کچھ بھی لکھا ہے سنبھل سنبھل کے لکھا ہے۔ ان کی شاعری میں حقیقت نگاری کے ساتھ غور وفکر کی دعوت بھی ملتی ہے۔ تجربات اور مشاہدات کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ خوبصورت شاعری کی جھلکیاں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔

مضامین کی تازہ کاری کا احساس بھی ہوتا ہے۔سوز وگداز اور سادگی و پرکاری کے نقوش بھی عکس ریز ہیں۔لفظوں کا دروبست، خیال کا تسلسل، بیان میں پختگی۔اسلوب میں دلکشی اور زبان میں شیرینی سب کچھ موجود ہے۔زبیرالحسن غافل نے اپنے عہد کی سچائی کو ایمانداری اور خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔لیکن کہیں بھی ظریفانہ شاعری سے سودا نہیں کیا ہے اور نہ سنجیدہ شاعری کا دامن چھوڑا ہے۔لیکن ایسا نہیں ہے کہ انہوں نے صرف ظریفانہ شاعری سے قاری کا دل بہلایا ہے بلکہ اس کے ساتھ انہوں نے اچھی اور سنجیدہ شاعری بھی کی ہے جس میں عصری آگہی، سماجی وملی احساس کی ترجمانی اور درد وکرب کا اظہار بھی کیا ہے۔اپنے دل کے حالات کا بھی ذکر کیا ہے اور ذات کے ساتھ کائنات کا منظرنامہ بھی پیش کیا ہے۔لیکن کہیں ظرافت کا پہلو نہیں چھوڑا ہے۔

☆☆☆